جناب ڈاکٹر محمد ریاض (ایم۔اے تہران)
اسلام آباد

قلمروِ خلافتِ عبّاسیہ کے معاشی حالت

ایک مطالعہ

خلافتِ عبّاسیہ کا آغاز ۱۳۲ ہجری میں ہُوا۔ ابتدائی دور میں امن وامان کی صورت کو بہتر بنانے پر توجہ مبذول رہی اور اس کے بعد زراعت، تجارت اور تعلیم کے امور کو زیر بحث لایا گیا۔ زرعی پیداوار کی ترقی سے مبادلاتی تجارت تیز ہوئی اور ملک خوشحال ہونے لگا۔ پھر تعلیمی و تفکری کاموں کو خاطر خواہ اہمیت دی جانے لگی، شروع شروع میں اندلس کے بعض وہ حصّے جو بنو امیّہ کے زمانے میں خلافتِ اسلامیہ کی قلمرو کا جزو تھے، خلافتِ عباسیہ سے منتجزی ہو گئے تھے، مگر بعد کی بعض اضطراری جنگوں کے نتیجے میں مسلمانوں کو جو فتوحات نصیب ہوئیں، اس سے خلافتِ عباسیہ کی قلمرو کو کہیں زیادہ وسعت مل گئی۔

زراعتی پیداوار کی غیر معمولی اہمیّت کا آج بھی انکار نہیں کیا جا سکتا اور خلافتِ عباسیہ کے دور میں تو یہی پیداوار معاشی حالت کو بہتر بنانے کا بڑا ذریعہ تھی۔ پیداوار کی ترقی کی خاطر سرزمین عراق میں مصنوعی آبپاشی کے طریقوں کو بہتر بنانے پر بڑی توجہ دی گئی تھی۔ عراق کے جنوبی حصّے میں گندم اور چاول نیز کھجور کے درختوں سے بڑا حاصل ملتا تھا۔ ایران میں کپاس اور نیشکر کی پیداوار پر خصوصی توجہ دی جاتی رہی۔ بین النہرین کے علاقے میں دریاؤں سے نہریں نکال کر اور بعض صورتوں میں پانی کا ذخیرہ کر کے چاول کی کاشت کی جاتی تھی۔ مصر میں دریائے نیل کا ساحلی علاقہ پہلے سے ہی زرخیزی اور پیداواری صلاحیت کی خاطر مشہور تھا۔ یہاں سے ریشم کے حاصل میں اضافہ کیا گیا۔ شام کے ذرخیز علاقے کو بھی آبپاشی کے ذریعہ بہتر پیداوار کا حامل بنایا گیا تھا۔

عرب ممالک میں آبپاشی کا نظام ابتدائی صورت میں اسلام سے قبل بھی موجود تھا۔ ہمارا اشارہ پانی کی ذخیرہ اندوزی، نہر سازی اور زیر زمین نالیوں کے بنانے کی طرف ہے، مگر جنگوں اور حادثات

نے اسے ایک مستقل صورت میں باقی نہ رہنے دیا۔ فاتحین کی انتقام جوئی کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ وہ ذرائع آبپاشی کو نابود کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ خلافت عباسیہ کے ابتدائی دور میں تاخت و تاراج کا جو بازار گرم رہا، اسکی زد نظامِ آبپاشی کے ذرائع پر بھی پڑی تھی۔ خلافت کے ارباب حل وعقد نے اس نظام کی درستی و بہتری پر کمر ہمت باندھی اور چند ہی سالوں میں حیران کن نتائج حاصل کئے۔ پیداوار کے اضافہ سے خراج کی آمدنی بھی بڑھی، یہ آمدنی حاصل کرنے میں عمالِ حکومت جو تغافل و تساہل برتتے تھے، خلافت عباسیہ کے زمانے میں اسے دور کرنے کے خاص انتظامات کئے گئے اور اس کا نتیجہ حوصلہ افزا رہا۔ دستی رہٹ بھی بنائے گئے اور نرم و حاصل خیز زمین میں ان کے ذریعے آبپاشی کی جانے لگی۔ ایک نمایاں اصلاح، آلات زراعت کے بارے میں تھی۔ اس سے قبل ہل، کدال، بیلچے اور درانتی وغیرہ ساخت کے اعتبار سے وہی تھے جو سومریوں اور قدیم مصریوں نے استعمال کئے ہیں۔ خلافت عباسیہ کے دور میں یہ اوزار بہتر انداز میں بنائے جانے لگے۔ اس ضمن میں زمینوں پر تجربات کرتے اور دونوں قسم کے آلات کی افادیت کو پرکھتے تھے۔ مزید اصلاح یہ کہ کشی کہ مملوکوں کی بجائے مالکوں کو زراعت کے کاموں میں لگایا گیا۔ بنوامیہ کے زمانے میں بنجر زمینوں کو کاشت کرنے، دلدلی علاقوں کو خشک کرنے، نمک زار زمین کو صاف کرنے اور نمک یا دوسری معدنیات نکالنے پر زرخرید غلام مامور تھے۔ آبپاسی کے نظام اور کاشتکاری کے جملہ امور کو غلاموں کے ہاتھ دے دیا گیا تھا — یہ لوگ بے گار کے طور پر کام کرتے تھے مگر ظاہر کہ خوب سے خوب تر صورت تلاش کرنے کی انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔؟ خلافتِ عباسیہ کے عہد میں غلاموں کو ایسے کام سپرد کر دینے سے ایک ہمہ گیر پیدا ہوا۔ اب غلاموں کو مدد کی خاطر ساتھ رکھا جاتا مگر زمین کے مالک سارا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھنے لگے تھے۔ زمینوں کے مالک دل لگا کر کام کرتے اور اس طرح ان کی پیداوار اور حکومت کے خراج میں اضافہ ہونے لگا۔

دربارِ خلافت میں شکایات موصول ہوئی تھیں کہ سرکاری مالیہ و خراج وصول کرنے والے عاملین بعض زیادتیاں کرتے ہیں۔ سال تو قمری مہینوں کے ساتھ مانا جاتا تھا مگر خراج وصول کرنے میں شمسی اور کبھی نجومی سال کا نام لے کر لوگوں کو پریشان کرتے تھے۔ خلیفہ المنصور نے ان شکایات کے ازالے کی خاطر سخت احکام جاری کئے تھے اس کے بعد جنسی یا نقدی مالیہ اور عشر عام طور پر صحیح نہج پر لیا جانے لگا تھا۔ خلیفہ المنصور عباسی نے خاندانِ خلیفہ کے افراد اور بعض عالی مرتبہ افراد اور مذہبی شخصیتوں کو خراج کے معاملہ میں خصوصی مراعات دے رکھی تھیں۔ بعد

کے خلفاء نے ان مراعات کو منسوخ قرار دے دیا، اور خراج کو علی الستادی نافذ کر دیا۔

خلیفہ ہارون الرشید نے زراعت کی ترقی کی خاطر بڑی مساعی کی۔ اس نے جنس کی بجائے نقدی صورت میں مالیہ وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح "مقررہ لگان" کی رسم پڑ گئی۔ خواہ کسی سال پیداوار کم ہو جاتے۔ یا ٹڈی دل اور دوسرے حوادث سے کاشتکار تباہ حال ہو جاتیں، مگر ایسی صورت میں عام طور پر خراج میں چھوٹ یا رعائت دے دی جاتی تھی۔ نقدی خراج وصول ہونے سے بیت المال طلا و نقرہ سے بھر گیا، اور یہ دولت تجارت کی خاطر استعمال ہوتی اور ضرورت کی اشیاء دوسرے ممالک سے منگوائی جاتیں۔ اسی زمانے میں کاشتکاروں سے آبیانہ بھی لیا جانے لگا تھا۔ ہارون الرشید نے آبپاشی کی خاطر سرکاری طور پر سہولتیں فراہم کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ اور اس خاطر آبیانہ لیتے تھے، جو کاشتکار سرکاری نہر سے پانی اپنے کھیت تک پہنچانے کا خود انتظام کرتے، وہ آبیانے کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دئے جاتے تھے۔

خلافت عباسیہ کا دور فقہ اسلامی کا زرّین دور ہے۔ آئمہ اربعہ، امام اکابر رفقاء و تلامذہ نے اس دور میں شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کے علاوہ ان کے سلسلے میں امام ابو محمد اور امام ابو یوسف کی خدمت خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، جو مالی امور میں خلفائے عباسی کو بڑے صائب مشورے دیتے رہے۔ امام ابو یوسف نے ایک طرف خراج اور جزیہ کو وصول کرنے کے دقیق طریقے بتائے، دوسری طرف مفلوک الحال مسلمانوں اور ذمیوں کے ساتھ انسانی ہمدردی کرنے کے اصولوں پر زور دیا۔ آپ کئی خلفاء کے مشیر اور ان کے دور میں قاضی القضاۃ رہے۔ اس دوران میں آپ نے بیت المال کا خیال رکھا اور ساتھ ساتھ عوام کا۔ باج و خراج عُشر اور جزیہ کے بارے میں آپ بڑی دقت سے مشورے دیتے رہے ہیں۔

صنعت اس زمانے میں ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی اس کے باوجود خلافت عباسیہ کی قلمرو کے لوگ، دوسروں سے پیچھے نہ تھے بلکہ بعض صنائع میں کسی قدر آگے ہی تھے۔ پارچہ بافی اور چرم سازی کے کام شہروں کے علاوہ دیہاتوں میں بھی ہوتے تھے۔ کپڑے انواع و اقسام کے بنتے۔ شام اور مصر کے کئی علاقوں میں سوتی اور ریشمی کپڑے اس نفاست سے بنتے کہ دوسرے ملکوں میں ان کی مانگ بڑھ رہی تھی۔ چرم سازی میں کی صنعت ممالک عرب میں قدیم ادوار سے رہی ہے۔ خلافت عباسیہ کے زمانے میں اسے ترقی ملی۔ اسلحہ میں تلوار، نیزے، ڈھالیں، برچھیاں، زرہ بکتر نیز لوازم سواری مثلاً زین اور لگام وغیرہ عمدہ اور بڑے پیمانے پر بنائے جاتے تھے۔

خلفائے عباسی نے تعمیر کی طرف خاص توجہ رکھی۔ اس دور میں خاصی عمارات تعمیر ہوئی ہیں۔ مسلمان معماروں کی خاطر بعض ہمسایہ دوست ممالک کا تقاضا تھا کہ انہیں ان کے ہاں بھیجا جائے۔ خلافت عباسیہ کے زمانے میں اگرچہ مسلمانوں کی ہمسایوں کے ساتھ کئی جنگیں بھی ہوئیں۔ وسطی دور تو صلیبی جنگوں میں گذرا، اس کے باوجود دوسرے ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات باحسن وجوہ قائم تھے۔ متعدد چیزیں ایسی تھیں جنہیں دوسرے ممالک کو بھیجا جاتا تھا۔ مثلاً خام مال، کھالیں، روئی، پارچہ جات جلی شیشے، مصر اور شام کا ریشم، ایران کی نیشکر اور قالین، وسطی ایشیا کا تانبا، ایران اور بین النہرین (عراق) کا مٹی کا تیل۔ ان کے مبادلے کے طور پر سونا چاندی ہاتھی دانت، چینی کے برتن اور غلام کنیزیں منگواتے تھے۔ روم مشرقی، چین، برصغیر ہند اور بعض یورپی ممالک کے ساتھ خلفائے عباسی نے مستقل تجارتی روابط قائم رکھتے تھے۔ بصرہ، عمان، صحار (موجودہ مسقط کے مقام پر) عباس اور شیلاب (خلیج فارس) بندرگاہیں اور تجارتی مرکز تھے۔ سمرقند، بخارا، ہمدان الی بغداد سے چینی سامان آنے کا راستہ تھا۔ روم مشرقی اور ہند کے ساتھ دریائی تجارت تھی۔ مغرب میں فرانس اور روس کے امرا اور شاہی خاندان کے لوگ عود کی لکڑی، کافور، موم اور شمع وغیرہ کے مستقل خریداروں میں شامل تھے، وہاں سے مسلمان تاجر قاقم، سنجاب اور شیر وغیرہ کی کھالیں خرید لائے، اور ان سے پوستینیں بنانے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ خلافت عباسیہ کے زمانے میں علم و ادب کی بڑی ترقی ہوئی۔ نئے مکاتب فکر وجود میں آئے مگر وہ لوگ معاشی معاملات سے بے نیاز نہ تھے۔ معاشی استحکام نے ہی انہیں علمی و فکری ترقی کرنے کا موقع فراہم کیا تھا۔ اس معاملے میں تفصیل کے جویا مندرجہ ذیل مآخذ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ کتاب الخراج مؤلفہ ابویوسف یعقوب الانصاری (۷۳۱ - ۷۹۸ء)
۲۔ کتاب الخراج از یحییٰ بن آدم مطبوعہ ہالینڈ ۱۸۹۴ء۔
۳۔ ضحی الاسلام از شیخ احمد امین مرحوم۔
۴۔ تاریخ الاسلام العالم از علی ابراہیم حسن۔
۵۔ احمد فرید الرفاعی عصر المامون (۳ جلد) قاہرہ ۱۹۲۸ء

■■

دیرینہ، پیچیدہ، جسمانی، روحانی امراض کے خاص معالج
جمال شفاء خانہ رجسٹرڈ
صدر نوشہرہ
دہلی روڈ لاہور کینٹ